روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون ۲۴۹۰
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۱۶ | منگل ۔ ۵ شعبان ۱۴۱۴ھ، ۱۸ صلح ۱۳۷۳ ھش، ۱۸ جنوری ۱۹۹۴ء

خدا سے ڈرنا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں

یاد رکھو کہ گناہ سے پاک ہونا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں فرشتوں کی سی زندگی بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ دنیا کی بے جا عیاشیوں کو ترک کرنا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں ایک پاک تبدیلی پیدا کرلینا اور خدا کی طرف ایک خارق عادت کشش سے کھینچے جانا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ زمین کو چھوڑنا اور آسمان پر چڑھ جانا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔ خدا سے پورے طور پر ڈرنا بجز یقین کے کبھی ممکن نہیں۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

فرمایا: ”جو حالت میری توجہ کو جذب کرتی ہے اور جسے دیکھ کر میں دعا کے لئے اپنے اندر تحریک پاتا ہوں۔ وہ ایک ہی بات ہے کہ میں کسی شخص کی نسبت معلوم کرلوں کہ یہ خدمتِ دین کے سزاوار ہے اور اس کا وجود خدا تعالیٰ کے لئے، خدا کے رسول کے لئے، خدا کی کتاب کے لئے اور خدا کے بندوں کے لئے نافع ہے۔ ایسے شخص کو جو درد و الم پہنچے وہ در حقیقت مجھے پہنچتا ہے۔ فرمایا: ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ وہ اپنے دلوں میں خدمتِ دین کی نیت باندھ لیں۔ جس طرز اور جس رنگ کی خدمت جس سے بن پڑے کرے۔

میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس شخص کی قدر و منزلت ہے جو دین کا خادم اور نافع الناس ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۱۵)

ہمیشہ غور کرتے رہیں کہ ایمان کی علامتیں تم میں موجود ہیں یا نہیں

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

تین باتیں مومن میں پیدا ہو جاتی ہیں اول یہ کہ ترقی کرتا ہے دوم یہ کہ لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے سوم یہ کہ خدا کی طرف سے اسے ایسے سامان دیئے جاتے ہیں کہ جو اس کی مدد کرتے ہیں جب کوئی کام کرنے لگتا ہے تو فوراً خدا کی طرف سے مدد پہنچتی ہے۔ اگر یہ باتیں کسی میں پائی جاتی ہیں تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے اس میں ایمان ہے اور اگر نہیں پائی جاتیں تو ایمان نہیں۔ درمیانی کوئی رستہ نہیں یا تو انسان (صاحب ایمان) ہو گا یا کافر زندہ ہو گا یا مردہ۔ ہاں جس طرح زندگی میں فرق ہوتا ہے، کسی کی اعلیٰ ہوتی ہے کسی کی ادنیٰ کسی طرح کوئی اعلیٰ درجہ کا (صاحب ایمان) ہوتا ہے کوئی ادنیٰ درجہ کا۔ کوئی بڑا کافر ہوتا ہے کوئی چھوٹا۔ جس طرح مردوں میں بھی فرق ہوتا ہے کوئی تازہ مرا ہوا ہوتا ہے کوئی دیر کا۔

اب میں دوستوں سے سوال کرتا ہوں کہ یہ جو علامتیں ہیں اور جن کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے ان کا فقدان کفر ہے یہ ان میں پائی جاتی ہیں یا نہیں، یعنی اول یہ کہ ان میں نمو اور ترقی کی طاقت ہے؟ اور ان کا قدم آگے پڑتا ہے؟ دوسرے وہ مردہ کی طرح تو نہیں پڑے رہتے۔ بلکہ دنیا میں کام کرنے والے ہیں۔ یہ علامت معلوم کرنے کے لئے اس بات پر غور کرو کہ تم واقع میں ایسے ہو کہ کچھ کام کرتے ہو یا ایسے ہو کہ مرجاؤ تو کسی کو تمہارا خیال بھی نہ ہو۔ ایک شاعر نے دنیا میں مفید زندگی بسر کرنے کا نقشہ اس طرح کھینچا ہے (۔) کہ جب تو پیدا ہوا تھا ماں نے تجھے جنا تھا تو تو رو رہا تھا (۔) اور لوگ اس موقع پر ہنس رہے تھے۔ ایسی حالت میں تیری پیدائش ہوئی تھی۔ اب تو ایسے عمل کر جب تو مر رہا ہو تو خوش ہو کہ خدا سے ملنے چلا ہوں اور لوگ رو رہے ہوں کہ اس سے جو فوائد پہنچ رہے تھے۔ ان سے محروم ہو گئے۔ یہ تیرا بدلا ہے۔ جب تو پیدا ہوا تھا تو روتا تھا اور لوگ ہنستے تھے۔ اب ان سے بدلہ لے اور وہ اس طرح کہ ایسے اچھے عمل کر کہ جب مرنے لگے تو دنیا تم پر روئے کہ اب کیا ہوگا۔ مگر تو ہنس رہا ہو کہ خدا کے پاس جا رہا ہوں۔

(از خطبہ ۲۸/ جولائی ۱۹۲۲ء)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

درخواست دعا

○ محترم میاں عبدالحی صاحب سابق مربی انڈونیشیا لاہور میں شدید بیمار ہیں۔ حالت تشویشناک، انتہائی نگہداشت کے حصہ میں زیر علاج ہیں۔ احباب کرام سے اس دیرینہ اور مخلص خادم سلسلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ولادت

○ مکرم عبدالقیوم پاشا صاحب مربی سلسلہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ۱۰۔ جنوری ۹۴ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے جس کا نام ”نوفل علی پاشا“ تجویز کیا گیا ہے۔ جو مکرم عبدالحمید خان صاحب دارالعلوم وسطی کا پوتا اور مکرم ملک محمد عبداللہ ریحان صاحب ربوہ کا نواسہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک صالح اور خادم دین بنائے۔

اعلان نکاح

○ مکرم مسرور احمد صاحب ابن مکرم سعید احمد صاحب ڈرگ گالونی کراچی جو محترم مولوی غلام احمد صاحب بدوملہی کے پوتے ہیں کا نکاح ہمراہ محترمہ درثمین خان صاحبہ دختر مکرم سعید احمد خان صاحب (جنہوں نے گوجرانوالہ میں راہ مولا میں جان فدا کی) سکنہ باب الابواب ربوہ مورخہ ۳۰۔ دسمبر ۹۳ء کو بعد نماز عصر بیت المبارک ربوہ میں مبلغ پچیس ہزار روپیہ حق مہر پر مکرم سید احمد علی شاہ صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد نے پڑھا اور دعا کرائی۔ اگلے دن ۳۱۔ دسمبر ۹۳ء کو تقریب رخصتانہ کے موقع پر بھی دعا کرائی اور برات کراچی واپس چلی گئی۔

احباب کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتے کو فریقین کے لئے خیر و برکت اور دینی و دنیاوی ترقیات کا موجب کرے۔ آمین۔

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت دو روپیہ

۱۸۔ صلح ۱۳۷۳ھش ۱۸۔ جنوری ۱۹۹۴ء

مشعل راہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے۔ فرماتے ہیں۔

۱۔ لوگ بہت سے مصائب میں گرفتار ہوتے ہیں۔ لیکن متقی بچائے جا[illegible] ہیں۔ بلکہ ان کے پاس جو آجاتا ہے۔ وہ بھی بچایا جاتا ہے۔ مصائب کی کوئی حد نہیں۔ انسان کا اپنا اندر اس قدر مصائب سے بھرا ہوا ہے کہ اس کا کوئی اندازہ نہیں۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے متقیوں کے لئے چاہا کہ ہر دو لذتیں اٹھائیں بعض وقت دنیوی لذات آرام اور طیبات کے رنگ میں۔ بعض وقت عسرت اور مصائب میں۔ تا کہ ان کے دونوں اخلاق کامل نمونہ دکھا سکیں۔ بعض اخلاق طاقت میں اور بعض مصائب میں کھلتے ہیں۔

۳۔ یہ جو مختلف ذاتیں ہیں۔ یہ کوئی وجہ شرافت نہیں۔ خدا تعالیٰ نے محض عرف کے لئے یہ ذاتیں بنائیں اور آج کل تو صرف بعد چار پشتوں کے حقیقی پتہ لگانا ہی مشکل ہے۔ متقی کی شان نہیں کہ ذاتوں کے جھگڑوں میں پڑے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا۔ کہ میرے نزدیک ذات کی کوئی سند نہیں۔ حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث فقط تقویٰ ہے۔

۴۔ نابینائی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک آنکھوں کی نابینائی ہے۔ اور دوسرے دل کی۔ آنکھوں کی نابینائی کا اثر ایمان پر کچھ نہیں ہوتا۔ مگر دل کی نابینائی کا اثر ایمان پر پڑتا ہے۔ اس لئے یہ ضروری ہے اور بہت ضروری ہے کہ ہر ایک شخص اللہ تعالیٰ سے پورے تذلل اور انکسار کے ساتھ ہر وقت دعا مانگتا رہے کہ وہ اسے سچی معرفت اور حقیقی بصیرت اور بینائی عطا کرے۔

۵۔ یہ بات بھی غور کرنے کے قابل ہے [illegible] علوم کی تحصیل کے لئے طفولیت کا زمانہ بہت ہی مناسب اور موزوں ہے۔

۶۔ علم کے تین مدارج ہیں۔ علم الیقین۔ عین الیقین۔ حق الیقین۔

۷۔ مجرم وہ ہے جو اپنی زندگی میں خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق کاٹ لیوے اس کو تو حکم تھا کہ وہ خدا تعالیٰ کے لئے ہو جاتا اور صادقوں کے ساتھ ہو جاتا مگر وہ ہوا و ہوس کا بندہ بن کر رہا۔ اور شریروں اور دشمنان خدا اور رسول سے موافقت کرتا رہا۔

۸۔ محبت کرنے والے سے زیادہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔

ہر احمدی کے دل میں ہو یہ خواہش و امنگ
اک دوسرے کے دوست بنیں اور نیک ہوں
پھیلیں اور اتنے پھیلیں کہ دنیا ہو تنگ تنگ
قالب کروڑ ہا ہوں مگر جاں سے ایک ہوں

ابوالاقبال

زخم پر زخم لگاؤ مرا دل حاضر ہے
مجھ سے پیچھا نہ چھڑاؤ مرا دل حاضر ہے

ظلمتِ شب جو ہے گمبھیر تو گمبھیر سہی
تم دیا دل کا جلاؤ مرا دِل حاضر ہے

سنگباری سے سرِ ناز بچانے والو
تیر پر تیر چلاؤ مرا دل حاضر ہے

تم نہ دیکھو مری بوسیدہ عمارت کی طرف
جس طرح چاہو تم آؤ مرا دل حاضر ہے

کان تو سن ہی رہے ہیں تری آواز اے دوست
آؤ اب دل کو سناؤ مرا دل حاضر ہے

روح وابستہ ہے ماضی کے گئے وقتوں سے
آج کے تار ہلاؤ مرا دل حاضر ہے

روٹھنا کس کو محبت میں نہیں آ جاتا
روٹھ کر مجھ کو مناؤ مرا دل حاضر ہے

میرے موتی مرے دامن میں بھلے لگتے ہیں
آنکھ سے اشک بہاؤ مرا دل حاضر ہے

جاکے آنے کا تو سوچا ہی نہیں ہے تم نے
آؤ اور آکے نہ جاؤ مرا دل حاضر ہے

برملا اپنے عدو سے مجھے کہنا ہے نسیم
تم مجھے اپنا بناؤ مرا دِل حاضر ہے

نسیم سیفی

محمد اعظم اکسیر

قادیان سے سورج گرھن کا نظارہ

آسمانی نشان کے لئے متلاشی نگاہیں

سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ نے مہدی موعود کو "ہمارے مہدی" کے پیارے خطاب سے نوازتے ہوئے اس کی سچائی پر آسمانی نشان کا ذکر فرمایا کہ رمضان کی معین تاریخوں میں کسوف و خسوف یعنی چاند گرہن اور سورج گرہن لگے گا۔ چودہ صدیوں کے دوران اس نشان آسمانی کو دیکھنے کی تمنا پرورش پاتی رہی۔ آخر ۱۸۹۴ء بمطابق ۱۳۱۱ھ کے ماہ رمضان کی ۱۳/ کو چاند کو گرہن لگا۔ چاند گرہن لگنے کے بعد نظریں آسمان کی طرف اٹھ رہی تھیں۔ اب سورج کو بھی اس پیشگوئی کے مطابق گرہن لگے گا۔ قادیان کے افق پر اس نشان کی تکمیل دیکھنے کے لئے روحیں مضطرب تھیں۔ مدعی مہدویت حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اور آپ کے رفقاء مصروف دعا تھے اور ظہور نشان کے منتظر۔ یہ روح پرور فضا اتنی دلکش تھی کہ دور دور سے پروانوں کو کھینچ رہی تھی۔ اس بے مثال جذب و کشش کی ایک ایمان افروز داستان ریاست ٹونک کے وزیر اعظم مرزا عبدالرحیم کی اولاد میں سے دو بھائیوں اور ان کے ایک دوست کی ہے۔

بھائیوں میں سے مرزا ایوب بیگ صاحب چیفس کالج لاہور میں سائنس کے استاد تھے۔ ان کے بھائی مرزا یعقوب بیگ صاحب میڈیکل کالج کے سٹوڈنٹ۔ جبکہ مرزا ایوب بیگ صاحب کے ایک محلہ دار اور ہم جماعت مولوی عبدالعلی صاحب آف کلانور ان کے ساتھی تھے۔

داستان جذب و مستی

۲۱/ مارچ ۱۸۹۴ء بمطابق ۱۳۔ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ کو چاند گرہن کے بعد اسی رمضان میں سورج گرہن لگنے کے دن قریب آئے تو یہ تینوں فدا کار لاہور سے چل پڑے۔ دل میں عزم صمیم لئے کہ چھ اپریل کو ہونے والے عظیم واقعہ اور صداقت مہدی کے نشان کو قادیان پہنچ کر اپنے آقا کے ساتھ ملاحظہ کریں اور نماز کسوف میں شامل ہوں۔

ایک دن پہلے کی شام لاہور سے روانہ ہو کر یہ دیوانے رات قریباً گیارہ بجے بٹالہ پہنچے۔ اس شب بٹالہ کا موسم آگے سفر کرنے سے روک رہا تھا۔ آندھی چل رہی تھی۔ بادل گرجتے اور بجلی چمکتی تھی۔ ہوا مخالف تھی اور مٹی آنکھوں میں پڑتی تھی۔ قدم اچھی طرح نہیں اٹھتے تھے۔ راستہ صرف بجلی چمکنے سے نظر آتا تھا۔ سب نے ارادہ کر رکھا تھا کہ خواہ کچھ ہو راتوں رات قادیان پہنچنا ہے۔ چنانچہ تینوں دوستوں نے راستہ میں کھڑے ہو کر تضرع سے دعا کی کہ:-

اے اللہ! جو زمین و آسمان کا قادر مطلق خدا ہے! ہم تیرے عاجز بندے ہیں' تیرے مہدی کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور ہم پیدل سفر کر رہے ہیں' سردی ہے۔ تو ہی ہم پر رحم فرما' ہمارے لئے راستہ آسان کر دے اور اس باد مخالف کو دور کر!!

ابھی آخری لفظ دعا کا منہ میں ہی تھا کہ ہوا نے رخ بدلا اور بجائے سامنے کے پشت کی طرف سے چلنے لگی اور ممد سفر بن گئی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہوا میں اڑے جا رہے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں نہر پر پہنچ گئے۔ اس جگہ کچھ بوندا باندی شروع ہو گئی۔ نہر کے پاس ایک کوٹھا تھا' اس میں داخل ہو گئے۔ ان دنوں ضلع گورداسپور کی اکثر سڑکوں پر ڈکیتی کی وارداتیں ہوتی تھیں۔ دیا سلائی جلا کر دیکھا تو کوٹھا خالی تھا اور اس میں دو اپلے اور ایک موٹی اینٹ پڑی تھی۔ ہر ایک نے ایک ایک سرہانے رکھی اور زمین پر سو گئے۔ کچھ دیر بعد آنکھ کھلی۔ دیکھا تو ستارے نکلے ہوئے خوب چمکے رہے تھے۔ آسمان صاف اور بادل اور آندھی کا نام و نشان نہ تھا۔ چنانچہ پھر چل پڑے اور سحری حضرت مہدی موعود کے دسترخوان پر کھائی۔

نماز کسوف اور نظارہ سورج گرہن

سنت نبوی ﷺ کے مطابق نماز کسوف کا اہتمام ہوا۔ حضرت مہدی معہود کے ارشاد پر یہ اہتمام بیت مبارک کی چھت پر کیا گیا۔ کئی دوستوں نے شیشے پر سیاہی لگائی ہوئی تھی جس میں سے وہ گرہن دیکھنے میں مشغول تھے۔ ابھی خفیف سی سیاہی شیشے پر شروع ہوئی تھی کہ حضرت مہدی موعود کو کسی نے بتایا کہ سورج گرہن لگ گیا ہے۔

آپ نے اس شیشہ میں سے دیکھا تو نہایت خفیف سی سیاہی معلوم ہوئی۔ حضور نے اظہار افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ اس گرہن کو ہم نے تو دیکھ لیا مگر یہ ایسا خفیف ہے کہ عوام کی نظر سے اوجھل رہ جائے گا۔ اور اس طرح ایک عظیم الشان پیشگوئی کا نشان مشتبہ ہو جائے گا! حضور نے کئی مرتبہ اس تاسف کا اظہار کیا!!

اللہ اللہ! خدا کے پیاروں کو کس قدر دوسروں کے ایمان کی فکر ہوتی ہے۔ ایک طرف آسمانی نشان کی تصدیق فرما رہے ہیں دوسری طرف اس کے خفیف ہونے کے باعث لوگوں کے ایمان کی فکر!! اسی کیفیت قلبی کے سبب آپ دعائیں کیا کرتے ۔

وہ لگا دے آگ میرے دل میں ملت کے لئے
شعلے پہنچیں جس کے ہردم آسماں تک بے شمار

ایک طرف مہدی موعود کی توجہ نشان کو خفیف دیکھ کر دعا کی طرف مبذول ہو رہی تھی' دوسری طرف آسمانی آقا کی نظر اپنے پیارے کے دل پر تھی۔ اچانک وہ خفیف سا نشان بڑھنا شروع ہو گیا۔ حتیٰ کہ آفتاب کا زیادہ حصہ تاریک ہو گیا۔ اس پر حضور نے فرمایا:-

- ہم نے آج خواب میں پیاز دیکھا تھا۔ اس کی تعبیر غم ہوتی ہے۔ سو شروع میں سیاہی کے خفیف رہنے سے ظہور میں آیا۔

یہ واقعہ رفقاء مہدی موعود کے احوال پر مشتمل محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے۔ کے سلسلہ کتب کی پہلی جلد کے صفحہ نمبر ۸۰' ۸۱ سے ماخوذ ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چاند سورج گرہن کے آسمانی نشان کے لئے اللہ والوں کے سینے کس قدر متجسس تھے۔ ان کی نگاہیں کتنی پیاسی اور روحیں متلاشی۔ خدائے قادر کے نشانوں کے ایسے قدردان ہی وہ خوش نصیب ہوتے ہیں کہ ہر طرح کے خوف و خطر سے آزاد ان کے من آسمانی آواز سنتے ہیں ۔ "امن است در مکان محبت سرائے ما"

ملک عرب کا تعارف

محترم شیخ عبدالقادر صاحب (سابق سوداگرمل) مزید لکھتے ہیں:-

ہاشم ایک دفعہ بسلسلہ تجارت یثرب یعنی مدینہ میں گیا اور وہاں جا کر قبیلہ خزرج کی ایک شاخ بنو نجار کی ایک لڑکی سلمہ سے شادی کی جس سے مدینہ میں ہی ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام شیبہ رکھا گیا۔ شیبہ ابھی بچہ ہی تھا کہ ہاشم مکہ میں انتقال کر گیا۔ اور چونکہ اس کے دوسرے بچے ابھی کم سن ہی تھے۔ اس لئے ان کی وفات کے بعد اس کی جگہ اس کے بڑے بھائی مطلب نے لے لی۔

مطلب کو کسی شخص کے ذریعے شیبہ بن ہاشم کی غیر معمولی قابلیت اور ہونہاری کا علم ہوا۔ تو وہ فوراً مدینہ میں گیا۔ مکہ کے لوگوں نے سمجھا کہ شائد مطلب کوئی غلام لایا ہے۔ اس لئے شیبہ عبدالمطلب کے نام سے مشہور ہو گیا۔ عبدالمطلب تھا تو قابل اور سمجھدار لیکن چونکہ تھا نووارد اس لئے شروع شروع میں اسے اپنی وراثت کے حصول کے لئے بہت سی مشکلات کا سامنا ہوا۔ نوفل بن عبد مناف (جس کا پہلے ذکر آچکا ہے) یہ چاہتا تھا کہ تولیت کے مناصب کی سر انجام دہی اس کے سپرد ہو۔ عبدالمطلب نے پہلے تو قریش سے اپیل کی۔ لیکن جب انہوں نے دخل دینے سے انکار کر دیا۔ تو یثرب سے اپنے ننہال بنو نجار سے امداد کا طالب ہوا۔ انہوں نے جھٹ اسی ۸۰ بہادر بھیج دیئے۔ جن کا نوفل پر ایسا رعب چھایا کہ فوراً جھگڑے سے دست بردار ہو گیا۔ بنو عبد شمس تو پہلے ہی خلاف ہو چکے تھے۔ اب بنو نوفل کے ساتھ بھی تعلقات کشیدہ ہو گئے۔ گویا عبد مناف بن قصی کی دو پارٹیاں ہو گئیں بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک طرف ہو گئے اور بنو نوفل اور بنو عبد شمس دوسری طرف اس جتھہ بندی کا یہاں تک اثر رہا کہ بنو ہاشم اور دیگر مسلمان جب شعب ابی طالب میں محصور ہوئے تو اس وقت بھی بنو مطلب نے بنو ہاشم کا ساتھ دیا۔ مگر بنو نوفل اور بنو عبد شمس کفار کے ساتھ رہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ جب آنحضرت ﷺ مال غنیمت میں سے خمس یعنی پانچواں حصہ اللہ اس کے رسول اور رسول کے قریبی رشتہ داروں کے لئے نکالتے تھے تو اپنے قبیلہ بنو ہاشم کے ساتھ بنو مطلب کو بھی برابر کا حصہ دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہی ہیں۔ لیکن بنو نوفل اور بنو شمس کو شامل نہیں کیا کرتے تھے۔

اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ جب قبیلہ جرہم کے رئیس عمر بن الحرث کو بنو خزاعہ کے تسلط کی وجہ سے مکہ چھوڑنا پڑا تو اس نے اپنے قومی اموال کو چاہ زمزم میں ڈال کر

باقی صفحہ ۷ پر

پروفیسر راجہ نصراللہ خان

"م-ش" کی بے لاگ تحریریں

ملک کے نامور اور ممتاز صحافی اور سچے محب وطن جناب "م- ش" بھی اللہ کو پیارے ہوگئے۔

اک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی

تحریک پاکستان کے سرگرم رکن اور قائد اعظم اور علامہ اقبال کے شیدائی تھے۔ اور اعلیٰ اخلاق کے مالک جیسا کہ "لاہور" کے مدیر محترم نے اپنے اداریے میں تحریر فرمایا ہے ان کا دل دماغ اور قلم (تینوں) ہر قسم کی تعصب کی آلائش سے پاک تھے.... اور وہ ہر جماعت گروہ اور طبقے کے رہنماؤں کی تعظیم و تکریم کو اسلامی اخلاق کا جزو اہم سمجھتے تھے۔

(لاہور ۱۳- نومبر ۱۹۹۳ء)

نوائے وقت نے اپنے اداریئے "م- ش" کا سانحہ ارتحال (مطبوعہ ۳ دسمبر ۱۹۹۳ء) میں بجا طور پر لکھا ہے کہ

ان کا شمار صف اول کے اخبار نویسوں میں ہوتا تھا۔ وہ قائد اعظم محمد علی جناح کے معتمد ساتھیوں میں شمار ہوتے تھے.... سیاسی اور صحافتی حلقوں میں میاں شفیع (المعروف م- ش) ایک عظیم محب وطن اور بے لاگ صحافی کے طور پر جانے جاتے تھے۔ ان کے انتقال سے صحافت میں عظیم خلاء محسوس ہوگا۔ اس لحاظ سے ہفت روزہ لاہور کے مدیر محترم نے میاں صاحب کے انتقال پر ملال پر جو دل میں اتر جانے والا اداریہ تحریر فرمایا ہے اس میں خاص طور پر ان الفاظ کا بڑا وزن ہے۔ روزنامہ نوائے وقت "اور اس کے جمعہ ایڈیشنوں" میں ان کے جتنے بھی مقالات شائع ہوئے ہیں انہیں بجا طور پر تاریخی اعتبار سے ثقہ و مستند قرار دیا جا سکتا ہے۔ کاش یہ ادارہ انہیں کتابی صورت دے کر آئندہ نسلوں کے لئے آگہی کی راہیں آسان کر دے"

شکریئے کے ساتھ

جناب "م- ش" ایک طویل عرصہ تک روزنامہ نوائے وقت میں "م ش کی ڈائری" اور نوائے وقت "جمعہ میگزین" میں اپنی یادداشتیں "پدرم کسان بود" کے عنوانات سے لکھتے رہے۔ ان کی یہ قیمتی تحریریں آزادی وطن تحریک پاکستان اور "قیام پاکستان" کی آنکھوں دیکھی مستند تاریخ۔ اور ان سے وابستہ ان گنت تاریخ ساز شخصیتوں کے کارناموں اور حالات کا مستند تعارف کراتی ہیں۔ علاوہ ازیں وہ اپنی ان تحریروں میں ملکی حالات اور قومی مسائل پر بھی بھرپور اور بے لاگ اظہار خیال کرتے رہے ہیں آج انہی حقیقت افروز اور بے لوث تحریروں میں سے بعض قند مکرر کے طور پر پیش کی جاتی ہیں۔ جن کے مطالعہ سے یہ اندازہ بھی ہوگا۔ کہ اس گونگی شرافت کے ماحول میں بھی۔

"ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں"

ملکی معاشرہ

سات اپریل ۱۹۹۲ء کے نوائے وقت میگزین میں لکھتے ہیں:۔

"۱۹۳۰ء سے لے کر ۱۹۴۷ء تک آپ اخبارات کی فائلیں کھنگال لیں۔ پرانے رسائل کو دیکھ لیں۔ آپ کو کسی اخبار میں مسلمانوں کی طرف سے ڈاکے ڈالنے کی لمبی چوڑی سرخیوں کے ساتھ خبریں نہیں مل سکیں گی البتہ حر تحریک نے پیر صاحب پگاڑا کی زیر قیادت "حرستان" بنانے کے خیال سے ریلوں کی پٹڑیوں کو اکھاڑا اور دوسرے لاء اینڈ آرڈر کے مسائل پیدا کئے لیکن انگریز نے دنوں میں حروں کو اس طرح شکنجے میں کس لیا اور ان کے قائد کو ایسی شدت سے قابو کیا کہ انہیں پھانسی پر لٹکا کر چھوڑا۔ حروں کے اس مختصر سے باغیانہ اعمال کو چھوڑ کر مسلمانوں نے بحیثیت مجموعی اپنے آپ کو صرف پاکستان کو حاصل کرنے اور مسلم لیگ کو مضبوط بنانے میں دن رات صرف کئے۔ لیکن جب پاکستان بنا اور لوگوں کے سامنے دولت کمانے۔ سماجی طور پر آگے بڑھنے کے راستے کھلے بلکہ ووٹوں کے ذریعہ سیاست کے قابل ہونے کے امکانات بھی سامنے آئے تو اس عبوری دور میں ڈاکے بڑھے۔ چوریاں عام ہوئیں قتل و غارت کے ڈرامے ہر جگہ منعقد ہونے لگے۔ افسروں کی ترقیاں ہوئیں۔ کچے کمروں میں زندگی بسر کرنے والے کوٹھیوں کے مکین بن گئے۔ گلی ڈنڈا کھیلنے والے بڑے بڑے کارخانوں کے مالک بن گئے۔ نئے سکول اور ہسپتال کھلنے لگے۔ نئی یونیورسٹیاں قائم ہونے لگیں۔ شادی بیاہ کی رسوم بڑھنے لگیں اور چھوٹے چھوٹے لوگ شادی کے موقع پر اپنی بیٹیوں کو لوٹے ہوئے ہیروں کے ہار پہنانے لگے تو ہم ایک پسماندہ' غریب معاشرے سے اٹھ کر عبوری دور میں داخل ہو گئے۔ اب ہمارے علماء کرام' ہمارے دانشور' ہمارے اخبارات' ہماری حکومت کے کل پرزے ہیں' ایک نو اسلام کا نعرہ سنا رہے ہیں ہمیں ٹی وی ریڈیو پر قرآن سنا سنا کر کہا جاتا ہے کہ ہم غلط دور میں داخل ہو رہے ہیں۔ ہمیں قرآن و سنت کے نظام پر گامزن ہونا ہوگا۔ جتنی شدت سے ایک نو اسلام کا نعرہ لگ رہا ہے اسی شدت سے ملک میں ڈاکے۔ قتل۔ اغواء اور دوسری کمائیوں کے راستے تیزی سے کھل رہے ہیں"۔

(نوائے وقت جمعہ میگزین)

تحریک پاکستان اور علمائے دیوبند

۵- اکتوبر ۱۹۹۰ء کے نوائے وقت میگزین میں (جناب م- ش) تحریر فرماتے ہیں کہ

۔"آج علماء دیوبند لاکھ تاویلیں کریں لیکن اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ مولانا حسین احمد مدنی کی زیر قیادت انہوں نے مسلم لیگ کے مقابلے پر کانگریس سے عملی تعاون کیا تھا۔"

جنرل ضیاء الحق کا اسلامی دور

آگے چل کر لکھتے ہیں۔۔ ایک تکلیف دہ بات جو مجھے چین نہیں لینے دیتی یہ ہے کہ تبلیغ ناکام بالکل ٹھپ ہو چکا ہے۔ آریہ سماجی اور سکھ تو یہاں سے چلے گئے ہیں۔ لیکن غیر ملکی عیسائی مشنریوں نے اب پاکستان میں اپنے جال پھر چار جانب پھیلا دیئے ہیں۔ عیسائیوں کی تعداد دھڑا دھڑ بڑھ رہی ہے تعجب انگیز بات یہ ہے کہ جنرل ضیاء الحق کے اسلامی دور میں جتنا فروغ عیسائیت کو ملا ہے "اس کا جواب نہیں"

خلفشار کا باعث

جناب "م ش" نے بڑی دردمندی سے نوائے وقت ۳۰- اگست ۱۹۸۸ء میں ایک بات لکھی۔ میں یہ بات دردمندی سے کہتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں "علمائے اسلام" (الاماشاء اللہ) اپنے قول و فعل سے اس نئی اسلامی مملکت کے لئے طاقت اور استحکام کا ذریعہ بننے کی بجائے

اس میں تشتت و افتراق' نفاق اور خلفشار کا باعث بنے ہوئے ہیں سچی بات یہ ہے کہ برصغیر کے مذکورہ علمائے کرام اسلام کے نہیں بلکہ فرقوں کے علمائے کرام ہیں۔ حالانکہ قرآن کریم صاف صاف فرقہ واریت کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہے اور فرقہ پرستوں کو عذاب عظیم کی وعید سناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شیعہ اور سنی کی کوئی حقیقت نہیں کیوں کہ قرآن کریم صاف الفاظ میں اعلان کرتا ہے "ان الدین عند اللہ الاسلام" اور قرآن کہتا ہے کہ جو "اسلام پر ایمان لاتے ہیں انہیں مسلمان کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے"

حقیقت پسندانہ تحریریں

قارئین کرام محترم! راقم السطور کو یقین ہے کہ جناب م- ش کے بے لاگ قلم سے موجودہ معاشرہ اور ہمارے ہاں کے مذہبی ٹھیکے داروں کی دل آزار عملی- حالت زار کی تفصیل پڑھ کر آپ ضرور رنجیدہ خاطر ہوئے ہوں گے--- یہ موصوف کے قلم کی خوبی تھی- کہ وہ وطن عزیز کے جلیل القدر فرزندوں کا ذکر بڑی جرأت' حق پرستی اور شایان شان انداز میں کرتا تھا۔ اس خطۂ ارض کے وہ عظیم فرزند جنہوں نے اس کی تعمیر و استحکام کے لئے بڑی دور رس خدمات انجام دیں اور جن کے قابل فخر کارنامے ہماری تاریخ کے سدا بہار ابواب ہیں) ان کا تذکرہ-- ان کے قلم نے ہمیشہ بے ساختہ پن اور حقیقت پسندی سے کیا۔ وہ اظہار و بیان کے کسی موڑ پر بھی سیاست کی شعبدہ کاریوں سے متاثر نہیں ہوئے چنانچہ ان کی تحریروں کا ایک ایک لفظ ان کے قاری کے قلب و ذہن پر نقش ہوتا چلا جاتا ہے

اپنے مخصوص کالم "پدرم دہقان بود" --(موجودہ ۶/ مارچ ۱۹۹۲ء) "قربتیں اور فاصلے" کے ذیلی عنوان کے تحت)۔ تحریر فرماتے ہیں۔

ظفراللہ خاں

۔ "چودھری سر شہاب الدین کے رسالے "لیگل رپورٹر" میں پروف ریڈر کی حیثیت سے زندگی کا آغاز کرنے والا ایک عام لاء گریجوایٹ آخر کار اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا چیئرمین اور "انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس" کا چیف جسٹس بن کر زندگی سے اپنی قابلیت کا لوہا منواتا ہے لیکن پاکستانی اخبار نویس عموماً ایسے شخص کے رول کو اس لئے گول کر جاتا ہے کہ اس کردار کا مالک عقیدہ کے لحاظ سے احمدی تھا"

چوہدری سر محمد ظفراللہ خاں نے پنجاب لیجسلیٹو کونسل سے لے کر راؤنڈ ٹیبل کانفرنس تک سیاسیات میں اعلیٰ پائیہ کا تعمیری کردار ادا کیا۔ وہ قائد اعظم کی زندگی میں لیاقت علی خاں کی کابینہ میں وزیر خارجہ کی حیثیت سے بھرتی ہوئے اور آج ہم

کشمیر کے متعلق سیکورٹی کونسل کی جس قرارداد کو اساس بنا کر کشمیر کی آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں اسے سیکورٹی کونسل سے متفقہ طور پر پاس کروانے میں ظفراللہ خاں کا ہاتھ تھا۔ یہی نہیں۔ عرب ممالک کی جنگ آزادی میں اقوام متحدہ میں ان کی نمائندگی کا بھرپور کردار۔ ظفراللہ خاں نے پاکستان کے نمائندہ کی حیثیت میں تاریخی کارنامے انجام دیئے انہوں نے اپنی زندگی کے تمام کوائف اپنی سوانح حیات "تحدیث نعمت" میں لکھے ہیں اگر انہوں نے کوئی غلط دعوئی کیا ہے تو نقادین کا یہ فرض ہے کہ اس کی نشان دہی کریں۔ ان تمام امور سے سب سے اہم بات یہ ہے کہ "قائداعظم نے چوہدری سر محمد ظفراللہ خاں کو مسلم لیگ کا کیس پیش کرنے کے لئے نامزد کیا تاکہ وہ پارٹیشن کمیٹی کے سامنے پیش ہوں"

یہ سارا کیس تین جلدوں میں حکومت کی طرف سے شائع ہو چکا ہے۔ اس میں کمیشن کے سامنے کانگرس، سکھوں اور مسلم لیگ کے کیس کا ایک ایک لفظ محفوظ ہے جو چاہے اسے پڑھ سکتا ہے قائداعظم معمولی انسان نہیں تھے وہ تاثرات کی بنا پر لوگوں کے متعلق رائے قائم کرنے کے عادی نہ تھے۔ بلکہ وہ اپنے تجربے کی کسوٹی پر لوگوں کو کسا کرتے تھے انہوں نے بہت سوچ بچار کے بعد ظفراللہ خاں کو مسلم لیگ کی نمائندگی کے لئے نامزد کیا تھا۔ خواجہ عبدالرحیم۔ سید احمد سعید کرمانی اور ساہیوال کے شاہ صاحب ان کی (مسلم لیگ کے مقدمے کی تیاری میں) مدد کرتے تھے۔

"میں نے بطور انسان چوہدری ظفراللہ خاں کو ایک بہت دل کش انسان پایا" آگے لکھتے ہیں:۔

چوہدری سر محمد ظفراللہ خاں ناروادار قسم کے انسان نہ تھے۔ بلکہ وہ بہت خوش مزاج اور لطیفہ گو بھی تھے ایک سکھ مجسٹریٹ کی نقل اتارتے تھے تو ہنسا ہنسا کر محفل کو زعفران زار کر دیتے تھے وہ کٹر اور پکے احمدی تھے اور اس کے متعلق کسی کو دل میں شبہ نہیں رہنے دیتے تھے لیکن ان کے ذاتی ملازم غیر احمدی تھے ان کے غیر احمدی ہونے کی بناء پر ان سے حسن سلوک میں کوئی کمی نہ آتی تھی۔ (نوائے وقت میگزین ۶/ مارچ ۱۹۹۳ء)

کوئی تو پرچم لے کر نکلے اسی طرح روزنامہ نوائے وقت ۳/ فروری ۱۹۹۰ء میں کوئی تو پرچم لے کر نکلے" کے زیر عنوان) اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں۔ اقوام متحدہ کی سیکورٹی کونسل کی قرارداد مجریہ ۵/ جنوری ۱۹۴۹ء کے مطابق جس پر سوویٹ روس کے دستخط ہیں اصولی طور پر نہ صرف مقبوضہ ریاست جموں و کشمیر بلکہ آزاد جموں و کشمیر کے عوام کا یہ فیصلہ کہ۔ آیا وہ پاکستان سے الحاق چاہتے ہیں یا بھارت سے رشتہ جوڑنا چاہتے ہیں "افسوس اس امر کا ہے کہ اس وقت پاکستان میں کوئی ظفراللہ موجود نہیں۔"

اور تو اور ایوب پراچہ بھی اللہ کو پیارے ہو چکے۔ سر ظفراللہ خاں کا جنہوں نے سیکورٹی کونسل کے سامنے کشمیر کا کیس پیش کیا تھا۔ اور ایوب پراچہ جو اس معاملہ میں ان کے دست راست تھے۔ کشمیر کے معاملے کی ایک ایک شق سے آگاہ تھے اور انہیں اس مسئلہ کے قانونی بین الاقوامی، اخلاقی، سیاسی، اور ڈپلومائی حقائق کا مکمل علم تھا۔"

سر دوستاں سلامت اسی طرح ۲۱/ ستمبر ۱۹۹۰ء کے نوائے وقت میگزین میں تحریر فرماتے ہیں:۔

۔"آخر میں ایک ایسے شخص کے فن تقریر پر کچھ کہنے چلا ہوں کہ جن کا نام آتے ہی پاکستان کے ایک حصہ میں غیظ و غضب کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ لیکن میں اس شخص کا انصاف کا خون بہائے بغیر اس مضمون سے نام محو نہیں کر سکتا۔ میری مراد سر محمد ظفراللہ خاں سے ہے۔ وہ اردو اور انگریزی کے ایک بے پناہ زبردست اور ٹھنڈے دل و دماغ کے اعلیٰ پایہ کے مقرر تھے۔ انہوں نے قائداعظم کے حکم کے تحت پارٹیشن کمیٹی میں مسلم لیگ کی جس طرح ترجمانی کی اس کا مکمل ریکارڈ موجود ہے۔ اس طرح قیام پاکستان کے بعد انہوں نے جس انداز سے کشمیر کے مسئلہ کو سیکورٹی کونسل کے سامنے پیش کیا یہ اس کا ثمر تھا کہ سیکورٹی کونسل نے متفقہ طور پر کشمیر کے مستقبل کے عوام کے استصواب رائے سے مشروط کر دیا۔

چوہدری محمد ظفراللہ خاں نے عربوں کے کیس کی اقوام متحدہ میں جس خلوص، دیانتداری، بلند حوصلگی سے نمائندگی کی۔ اس کا اعتراف تمام عالم اسلام کو ہے۔ میں نے جو کچھ دیانتداری سے سمجھا اسے لکھ دیا۔ اب مجھے ایک مخصوص حلقے سے اینٹوں کا انتظار رہے گا۔

سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

ایم۔ ایم احمد پھر م۔ ش کی ڈائری (جو نوائے وقت میں ۲۹/ جون ۱۹۷۱ء کو شائع ہوئی لکھتے ہیں۔ "صدر کے اقتصادی مشیر جناب ایم ایم احمد میرے خیال میں پہلے "فنانشل ایکسپرٹ" ہیں جنہوں نے اپنی بجٹ تقریر میں پاکستان کے ایک نظریاتی مملکت ہونے کا واشگاف الفاظ میں اعلان کیا اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ پاکستان کے قیام میں اللہ تعالیٰ کی مشیت کو دخل حاصل تھا انہوں نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کے ساتھ اس جذبہ کو از سر نو فروغ دیں جو قیام پاکستان کا باعث ہوا تھا...... ایم۔ ایم احمد نے ایک غیرت مند محب وطن پاکستانی کی حیثیت سے اس چیلنج کو بھی قبول کرنے کے عزم کا اظہار کیا ہے جو بیرونی ملکوں کی طرف سے مشروط مالی امداد کی شکل میں پاکستان کے سر پر تلوار کی طرح لٹک رہا ہے۔ ایم۔ ایم احمد کا یہ اعلان پاکستان کے دشمنوں کے ناپاک منصوبوں پر بم بن کر گرے گا"

ڈاکٹر عبدالسلام روزنامہ "مشرق" ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۹ء نے اپنے اداریئے میں لکھا:۔

پاکستان کے ممتاز سائنسدان پروفیسر عبدالسلام کو طبیعات کے شعبے میں اعلیٰ تحقیقی کام کرنے پر اس سال نوبل انعام ملا ہے جو بلاشبہ پاکستان کے لئے ایک اعزاز ہے اسی لئے صدر مملکت نے اپنے پیغام تہنیت میں بجا طور پر یہ بات کہی ہے کہ "پروفیسر عبدالسلام کو نوبل انعام ملنے سے پاکستان اقوام عالم میں سربلند ہو گیا ہے"

اسی روزنامے کی ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۹ء کی اشاعت میں "م۔ ش کا کالم" نوبل پرائز یافتہ عبدالسلام کا "گھریلو ماحول" ان الفاظ میں شائع ہوا۔

..."نظریاتی طبیعات میں ریسرچ پر نوبل پرائز حاصل کرنے والے پاکستانی سپوت ڈاکٹر عبدالسلام کا تعلق جھنگ کے ایک متوسط درجے کے خاندان سے ہے۔ ان کے والد ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں ہیڈ کلرک تھے۔ دنیاوی لحاظ سے یہ ایک معمولی منصب تھا لیکن وہ ایک بلند اخلاق انسان تھے۔ جنہوں نے اپنی پاکیزگی اخلاق سے اپنے ماحول کو عموماً اور اپنے اہل خاندان اور اہل وعیال کو خصوصاً متاثر کیا۔ پروفیسر عبدالسلام اپنے والد کے عملی درس اخلاق کے بہترین معلم اور یادگار متصور ہوتے ہیں۔ پروفیسر عبدالسلام کے والد کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ گھر اور دفتر میں ایک مثالی قسم کے انسان تھے۔ ان پر یہ قول لفظ بلفظ صادق آتا تھا کہ "ایک ٹن وعظ پر ایک اونس کا حسن عمل بھاری ہوتا ہے۔"

انہوں نے "رزق حلال" کو اپنا ماٹو قرار دیا تھا..... وہ نہ تو اپنے افسروں کی بے جا خوشامد کرتے تھے اور نہ اپنے ماتحتوں کو بلاوجہ جھڑکتے تھے... ان کے حسن کردار نے ننھے عبدالسلام کے دل و دماغ کو بچپن ہی سے متاثر کیا اور انہوں نے شروع دن ہی سے اپنی زندگی کو منظم کرنا شروع کیا..... اگر عبدالسلام کے والد کی طرح پاکستان میں لوگوں نے اپنی اولاد کی طرف توجہ دی ہوتی۔ تو پاکستان میں آج ایک ایسی نسل معرض وجود میں آچکی ہوتی جو حقیقی معنوں میں علامہ اقبال کے شاہین کہلانے کی سزاوار ہوتی۔"

جب بھی ہوتی ہے تجھ سے بات مری
صبح لگتی ہے ساری رات مری

تیری مصروفیت کے آگے کیا
اک تمنائے التفات مری

میری آنکھوں سے پوچھ اے سورج
کیسے کیسے کٹی ہے رات مری

میرے یارو، مقابلہ دیکھو
ساری دنیا اور ایک ذات مری

بس ترے نام سے رہے منسوب
جو بھی پائے غزل ثبات مری

ان سے نکلوں تو پھر کہاں جاؤں
تیری آنکھیں ہیں کائنات مری

کیا خبر کون تھا مقابل پر
رقص کرنے لگی ہے مات مری

اب تو ڈر ہے ٹپک نہ جائے کہیں
میری پلکوں پہ ہے حیات مری

آصف محمود باسط

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

بین المملکتی- حالات- واقعات- شخصیات-

نون سین

بوسنیا کے عوام کا عزم و حوصلہ

پاکستان مسلم لیگ (ن) کے صدر اور قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کے لیڈر میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ بوسنیا کے باشندوں کا مفاد پاکستانیوں کو اتنا ہی عزیز ہے جتنا کہ کشمیری باشندوں کا۔ انہوں نے مزید کہا کہ بوسنیا ہرزے گووینا کے بھائیوں کے ساتھ ہمارے برادرانہ جذبات وابستہ ہیں وہ بوسنیا کے پرائم منسٹر ڈاکٹر حارث سلاجے وک کو دیئے گئے ایک استقبالئے میں تقریر کر رہے تھے۔ میاں نواز شریف نے حال ہی میں بوسنیا کا دورہ کیا ہے اور وہ اس استقبالیہ میں شرکت کے لئے لندن سے واپس کراچی پہنچے تھے۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے سارا جیوو میں اپنے دورہ کے دوران بوسنیا کے باشندوں پر ظلم و تشدد ہوتے دیکھا۔ یہ تو ایسی بات ہے کہ پروگرام کے مطابق ایک ریاست کو ختم کیا جا رہا ہے میرے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں جن سے میں صحیح طور پر وہاں کی کیفیت بیان کر سکوں حزب اختلاف کے لیڈر نے کہا کہ یہ انتہائی طور پر تکلیف دہ بات تھی کہ ایسے جرائم کئے جا رہے تھے جو حقیقی طور پر انسانیت ہی کے ساتھ دشمنی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور ایسے جرائم کا یوروپ میں کیا جانا اور بھی عجیب لگتا ہے۔ مسٹر نواز شریف نے بوسنیا کے باشندوں کے حوصلے اور ان کی ہمت کو خراج تحسین ادا کیا اور کہا کہ وہ واقعی حوصلہ مند لوگ ہیں۔ اس سلسلے میں انہوں نے کہا کہ ان کا حوصلہ دراصل ان کی لیڈر شپ سے انہیں ملا ہے۔ جہاں تک زندہ رہنے کا تعلق ہے بوسنیا کے لوگوں نے یہ عزم کر رکھا ہے کہ وہ زندہ رہیں گے۔ یہ بات اس وقت میں نے ان کی آنکھوں میں دیکھی جب میں ان سے ملا۔ وہ مساجد میں نمازیں ادا کر رہے تھے جبکہ اس کے ایک قریب والی عمارت پر بم پھینکے جا رہے تھے۔ انہوں نے اس یقین کا اظہار کیا کہ بوسنیا ہرزے گووینا کے باشندوں کو اپنے مقاصد میں کامیابی حاصل ہوگی کیونکہ ان کے یہ مقاصد عدل وانصاف اور خدا تعالیٰ پر ایمان سے مربوط ہیں۔ مسٹر نواز شریف نے اس بات کا یقین دلایا کہ ہم سے جو کچھ بھی ہو سکے گا۔ ہم بوسنیا کے باشندوں کے لئے کریں گے۔ یہ بطور پاکستانی ہمارا فریضہ ہے۔ گذشتہ ایام میں جو کچھ ہم نے کیا ہے وہ ہم آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ یہ بات آپ نے بوسنیا کے وزیر اعظم کو خطاب کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے مزید کہا کہ جب وہ وزیر اعظم تھے اس وقت انہوں نے اس بات کا ارادہ کیا تھا کہ وہ بوسنیا کا دورہ کریں گے۔ لیکن ناگزیر حالات کی بنا پر وہ ایسا نہ کر سکے۔ انہوں نے مزید کہا کہ عالمی برادری بوسنیا کی طرف وہ توجہ نہیں دے رہی جس کی بوسنیا کی آبادی مستحق ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ ایسا کرنے سے وہاں پر بہتری کے امکانات کم سے کم تر ہوتے جا رہے ہیں انہوں نے بوسنیا میں اخبار نویسوں سے بھی باتیں کیں۔ اور سارا جیوو میں بوسنیا کے صدر سے بھی ملے۔ جنہوں نے مسٹر نواز شریف کو وہاں کی مکمل حالت سے آگاہ کیا۔

ماحولیاتی آلودگی

اسلام آباد میں ایک سیمینار کے موقعہ پر انجنیئروں اور سائنس دانوں سے کہا گیا ہے کہ وہ ایسے امور دریافت کریں جن کے ذریعے آلودگی کا خطرہ کم ہو۔ اس سیمینار کا موضوع ماحولیاتی انجنیئرنگ تھا۔ یہ سیمینار نیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی میں مشی گن سٹیٹ یونیورسٹی امریکہ کے تعاون سے یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے منعقد کیا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ صنعت کاری کے علاقوں میں جو آلودگی پیدا ہوتی ہے اسے کسی طریقے سے کم کیا جا سکے۔ ایک سیشن کے صدر وزیر مکانات اور تعمیرات ایس۔ ایم۔ قریشی تھے۔ فاضل ماہرین نے اس خیال کا اظہار کیا کہ ملک کی اقتصادی بنیاد آہستہ آہستہ زراعت سے ہٹ کر صنعت کی طرف آ رہی ہے۔ جس کے نتیجے میں گاؤں دیہات کی آبادی شہروں کا رخ کر رہی ہے اور یہ بھی ایک باعث ہے اس بات کا کہ شہروں میں آبادی بڑھنے کی وجہ سے آلودگی بڑھ رہی ہے۔ ٹرانسپورٹ کا انتظام بھی وسیع سے وسیع تر ہو رہا ہے اور اسی طرح صنعت کاری بھی پہلے سے بہت زیادہ ہو رہی ہے۔ ماحولیاتی انجنیئروں سے اس بات کی اپیل کی گئی کہ وہ ایسے طریقے ایجاد کریں جن سے ماحولیات کی آلودگی کم ہو سکے۔ فیکٹریوں سے نکلنے والا دھواں اور آلودہ پانی ارد گرد کے علاقوں کو آلودہ کرتا رہتا ہے اور یہ بات صحت اور خوشحالی کے لئے نہایت مضر ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ غیر ضروری آلودہ پانی جو ملوں سے باہر آتا ہے اسے انتہائی طور پر کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے۔ اور جب تک اسے کنٹرول کرنے کے صحیح طریقے استعمال نہ کئے جائیں یہ پانی لوگوں کی صحت کی خرابی کا باعث بنتا رہے گا۔ ایک مقرر نے دھاتوں کی صنعت کے متعلق تقریر کی اور بتایا کہ اگرچہ یہ صنعت بہت وسیع ہے لیکن اس کو بھی کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے۔ الغرض اس سیمینار کے موقعہ پر ماحولیاتی آلودگی جس کا تعلق انجنیئرنگ سے ہے یعنی صنعتکاری سے ہے اسے کم کرنے کے متعلق مختلف تجاویز پیش کی گئیں۔

سیاحت کے اعداد و شمار

بتایا گیا ہے کہ ۱۹۹۲ء میں سیاحت میں بہت زیادہ کمی ہوئی۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ فرقہ وارانہ فسادات زیادہ ہوئے سیاسی استحکام کم رہا اور ملک کے اندر اور باہر کے ملکوں میں اقتصادی حالت کمزور رہی خاص طور پر ایسے ممالک کی جہاں سے سیاح دوسرے ممالک میں اکثر جاتے ہیں یعنی امریکہ اور جاپان۔ سب سے زیادہ کم سیاح گذشتہ سالوں کی نسبت ہندوستان سے آئے اور اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ وہاں زیادہ بارشوں کی وجہ سے رسل و رسائل کے انتظامات بہتر نہ رہ سکے۔ اور ۱۹۹۲ء کے سال کے دوسرے حصے میں طوفان آئے، بیرونی ممالک سے آنے والے سیاحوں کے محکمے نے ۱۹۹۲ء کے متعلق بتایا کہ ۱۹ء۶ فی صد کمی رہی بمقابلہ ۱۹۹۱ء۔ ۱۹۹۲ء میں ۳۵۲ء۳ ملین سیاح ملک میں آئے اور ۱۹۹۰ء سے لے کر اب تک یہ سب سے کم تعداد ہے جہاں تک ان ممالک کا تعلق ہے جہاں سے لوگ پاکستان میں سیاحت کے لئے آتے ہیں ہندوستان سے ۵۶ فی صد کم آئے۔

سعودی عرب سے ۸ فی صد اور امریکہ سے ۲۱ء۹ کم آئے۔ جنوبی ایشیاء سے ۴۰ء۵ فی صد کم آئے اور مشرق وسطیٰ سے ۲ء۶ فی صد۔ مشرقی ایشیاء سے ۱۴ء۴ فی صد بیرونی ممالک سے سیاحوں کی آمد ۱۹۹۲ء میں ۱۱۹ء۹ ملین ڈالر رہی گویا کہ ۲۶ء۵ فی صد گذشتہ سالوں سے کم جبکہ ۱۶۳ء۲۱ فی صد ۲ ملین ڈالر تھے۔ اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ پاکستانی کرنسی کی قیمت کم ہو گئی اور اس طرح شرح خرچ بڑھ گئی۔ جنوبی ایشیاء میں ۱۹۹۲ء میں ۳ء۴ ملین سیاح آئے جہاں ۳ء۶ فی صد کی ۱۹۹۱ء کے مقابلے میں زیادتی ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک کسی ملک کے حالات بہتر نہ ہوں امن و امان کے ساتھ سفر نہ کیا جا سکے اور سفر کرنے کی سہولیات اور رہائش کا بہتر بندوبست نہ ہو۔ سیاحوں کا کسی ملک میں جانا کم سے کم ہو جاتا ہے وہ علاقے جہاں بہتر مقامات دیکھنے کے مواقع ہیں جہاں رسل و رسائل کے بہتر انتظامات ہیں۔ جہاں انسان امن وامان کے ساتھ ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکتا ہے وہاں سیاح زیادہ تعداد میں جاتے ہیں۔ مصر کو بھی گذشتہ چند سالوں میں سیاحت کے میدان میں خاصی مشکلات پیش آئی ہیں کہا جاتا ہے کہ وہاں بنیاد پرستوں نے سیاحوں پر اس لئے حملے کئے ہیں کہ ان کے خیال میں ان کا لباس با اخلاق نہیں ہے۔

افغان خانہ جنگی

جنرل دوستم کے فوجی دستوں نے کابل کی اہم عمارات جن میں صدارتی محل بھی شامل ہے، پر بمباری کی ہے۔ ابھی تک اس بات کا نہیں پتہ چل سکا کہ اس بمباری کے نتیجہ میں کتنی جانیں تباہ ہوئیں اور کتنے لوگ زخمی ہوئے۔ اس سے پہلے کچھ وقفے کے لئے جنگ بندی قائم رہی تھی۔ لیکن اس جنگ بندی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے راکٹ برسائے گئے۔ کہتے ہیں کہ ایک راکٹ صلیب احمر کی عمارت پر گرا۔ صلیب احمر ایک ایسی تنظیم ہے جس نے اپنے سٹاف کو ابھی تک وہیں رکھا ہے۔ کابل میں ہر طرف سے بمباری ہوتی رہی ہے جس کے نتیجہ میں کابل ایک تباہ شدہ شہر نظر آ رہا ہے۔ کابل کے علاوہ بھی بعض ایسے شہر ہیں جہاں پر یہی منظر دیکھنے میں آتا ہے۔ خانہ جنگی میں بغیر کسی کا لحاظ کئے سب کچھ تباہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ گلیوں میں ٹوٹے پھوٹے مکانوں کا ملبہ پڑا ہوا ہے۔ خوراک اور دوائیں انتہائی طور پر کم ہو گئی ہیں۔ سینکڑوں لوگ اس خانہ جنگی میں مارے گئے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ تین ہزار کے قریب زخمی ہوئے ہیں۔ بہت سے لوگ بھوک اور سردی کی وجہ سے بھی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں بتایا گیا ہے کہ افغانستان سے بہت لوگ پاکستان میں داخل ہو گئے ہیں۔ بلکہ اعداد و شمار جمع کرنے

باقی صفحہ ۷ پر

اطلاعات و اعلانات

اعلان دار القضاء

○ مکرم ظہیر احمد ثانی صاحب بابت ترکہ مکرم منیر احمد محمود صاحب)

ورثاء مکرم منیر احمد محمود صاحب سابق معلم وقف جدید نے درخواست دی ہے کہ موصوف .بقضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں۔ لہٰذا ان کی امانت ذاتی 48۔6149/6 خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں جمع شدہ رقم مبلغ 16887/87 روپے ان کے بیٹے مکرم ظہیر احمد ثانی صاحب کو ادا کر دی جائے۔ دیگر ورثاء کو اس سے اتفاق ہے۔ جملہ ورثاء کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ محترمہ بشریٰ فیاض صاحب (بیوہ)
۲۔ مکرم فرید احمد صاحب (بیٹا)
۳۔ مکرم ظہیر احمد صاحب (بیٹا)
۴۔ محترمہ ناصرہ وحید صاحبہ (بیٹی)
۵۔ مکرم احمد کمال پاشا صاحب (بیٹا)
۶۔ مکرم فضل محمود صاحب (بیٹا)
۷۔ مکرمہ فرحا حبیبہ صاحبہ (بیٹی)
۸۔ مکرمہ منصورہ محمود صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس رقم کی ادائیگی پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دار القضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دار القضاء۔ ربوہ)

○ (محترمہ عائشہ بی بی صاحبہ وغیرہ بابت ترکہ مکرم حاکم علی صاحب)

محترمہ عائشہ بی بی صاحبہ زوجہ مکرم چوہدری محمد صادق صاحب ساکن مکان ۱۱/۳۴ فیکٹری ایریا ربوہ اور محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ زوجہ مکرم رشید احمد صاحب جنجوعہ ساکن مکان ۱۱/۵۵ دار العلوم شرقی ربوہ نے درخواست دی ہے کہ ان کے والد مکرم حاکم علی صاحب ولد نظام دین صاحب .بقضائے الٰہی وفات پاچکے ہیں۔ لہٰذا ان کے قطعات نمبر ۱۶/۱۰ اور نمبر ۱۸/۱۰ واقع محلہ دار العلوم شرقی ربوہ بالترتیب ہمارے نام منتقل کئے جائیں۔ دیگر ورثاء کو اس سے اتفاق ہے۔ جملہ ورثاء کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ محترمہ عائشہ بی بی صاحبہ (بیٹی)
۲۔ محترمہ صغریٰ بیگم صاحبہ (بیٹی)
۳۔ مکرم مجید احمد صاحب عارف (بیٹا)
۴۔ مکرم رشید احمد صاحب (بیٹا)
۵۔ مکرم مسعود احمد خان ابن محمد شریف صاحب مرحوم (پوتا)
۶۔ مکرم منصور احمد صاحب ابن محمد شریف صاحب مرحوم (پوتا)

لہٰذا بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو ان قطعات کے انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دار القضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دار القضاء۔ ربوہ)

مجلس انصار اللہ مقامی کا وقار عمل

○ مجلس انصار اللہ مقامی ربوہ نے ۱۷۔ دسمبر بروز جمعہ ربوہ کے تین بلاکوں پر مشتمل ایک وقار عمل کا اہتمام کیا۔ صبح آٹھ بجے سے ۹ بجے تک بلاک دار العلوم و بلاک دار النصر اور بلاک دار الیمن پر مشتمل انصار نے دار العلوم وسطی کی ایک سڑک تعمیر کی ۱۵۰ سے زائد تعداد میں انصار اور کم وبیش ۵۰ خدام و اطفال نے ایک گھنٹہ لگاتار اور جانفشانی سے کام کر کے ۵۵۰ فٹ لمبی سڑک کے ارد گرد کی جھاڑیوں کو کاٹا نشاندہی کر کے سڑک کو سیدھا کیا کڑاہیوں اور ریڑھیوں کی مدد سے ڈھیروں مٹی جو کہ ٹریکٹر کے ذریعہ سے کرا ڈال اکٹھی کی گئی تھی سڑک پر ڈالی۔ چالیس سال سے زائد عمر کے احباب اور ایسے بزرگوں جو سہاروں کے ذریعہ مقام وقار عمل پر پہنچے تھے انتھک محنت کرتے ہوئے ایک عجیب نظارہ دے رہے تھے۔ ۵۵۰ فٹ لمبی سڑک ایک ایسے علاقہ میں بنائی گئی ہے جہاں کوئی پکا راستہ نہیں ہے اور بارش میں اسی جگہ کے رہائشیوں کو سخت دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یاد رہے کہ اس سے قبل اہل محلہ نے اپنی مدد آپ کے تحت اپنے ذرائع اور افرادی محنت سے اس سڑک پر کچھ کام کیا تھا۔ اس طرح انصار نے اس سڑک کی تعمیر کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

محترم ڈاکٹر عبد اللطیف قریشی قائم مقام صدر انصار اللہ نے وقار عمل کے اختتام پر تقریر فرماتے ہوئے جذبہ انصار کی بے انتہا تعریف کی۔ کام کی نوعیت تھوڑے عرصہ میں احسن طریق پر کام کرنے اور وقار عمل کو منظم طور پر کرنے کو بہت سراہا اور فرمایا کہ یہ ایک قابل تقلید مثال ہے آخر میں محترم مولانا محمد صدیق صاحب گورداسپوری زعیم اعلیٰ انصار اللہ نے وقار عمل کو بار بار منانے اور اس روح کو قائم رکھنے کی تلقین کی سب کے شکریہ کے بعد دعا کروائی۔

مستحق ذہین طلبہ کے لئے "شعبہ امداد طلبہ" میں اعانت کریں

○ نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے شعبہ امداد طلبہ سے ذہین اور ایسے مستحق طلباء و طالبات تعلیمی امداد پاتے ہیں۔ جو خود اس قابل نہیں کہ اپنے اخراجات خود اٹھا سکیں۔ یہ شعبہ صدر انجمن احمدیہ کا مشروط باد شعبہ ہے اور یہ سراسر احباب کی اعانت پر چل رہا ہے اس وقت اس شعبہ پر بہت بوجھ ہے۔ میری احباب سے گزارش ہے کہ اس شعبہ میں فراخدلی سے اعانت فرمائیں۔ جبتک ایسی اعانت مستقل نوعیت کی نہ ہو یہ شعبہ نہیں چل سکتا۔

اعانت کی رقوم آپ خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست بد امداد طلبہ یا نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ میں بد امداد طلبہ بھجوا سکتے ہیں۔ خزانہ صدر انجمن اور نظارت تعلیم کو رقوم بھجواتے وقت یہ وضاحت کر دیں کہ یہ رقم امداد طلبہ کے لئے ہے۔

مجھے امید ہے کہ آپ اس طرف توجہ فرمائیں گے اور یہ شعبہ آپ کے تعاون سے چلتا رہے گا۔

(نگران امداد طلبہ نظارت تعلیم ربوہ)

بقیہ صفحہ ۶

والوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ایک دن میں چھ ہزار افغانی پاکستان میں داخل ہوئے۔ یہ چھ ہزار افغانی نو سو پچیس خاندانوں پر مشتمل تھے۔ اور دس ہزار مزید داخل ہوئے۔ ان میں سے بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں کہ تورخم کی سرحدی چوکی پر ان کو رجسٹر کیا جاتا ہے اور پھر خیموں کی بستیوں میں انہیں پشاور میں رکھا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ کابل کی نیلی مسجد پر بھی زیادہ بم گرائے گئے ہیں۔

☆☆☆

بقیہ صفحہ ۳

اوپر سے بند کر دیا تھا اب جبکہ اس واقعہ کو صدیاں گزر گئیں اور سقایۃ الحاج کا کام عبد المطلب کے ہاتھ میں آیا تو اسے ایک خواب میں چشمہ زمزم کا نشان بتلایا گیا۔ چنانچہ وہ اپنے بیٹے حارث کو ساتھ لے کر اس کی تلاش میں مصروف ہو گیا۔ قریش نے بجائے مدد کرنے کے دونوں باپ بیٹے کا خوب مذاق اڑایا اس پر عبد المطلب نے نذر مانی کہ اگر خدا اسے دس بچے دے گا اور وہ دسوں اس کی آنکھوں کے آگے جوان ہو جائیں گے تو وہ ایک بچہ ان میں سے قربان کر دے گا کچھ عرصہ تلاش کے بعد عبد المطلب کو چاہ زمزم اور دفینہ دونوں مل گئے۔ بس پھر کیا تھا قوم پر عبد المطلب کا سکہ بیٹھ گیا اور تمام قریش میں عزت و احترام سے دیکھا جانے لگا۔

خدا کی قدرت کہ تھوڑے ہی عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے عبد المطلب کو دس بچے دیئے جو بہت جلد جلد بڑھنے لگے جب وہ سن بلوغ کو پہنچ گئے تو ایفائے نذر کی خاطر عبد المطلب ان کو کعبہ میں لے گیا اور حبل بت کے سامنے قرعہ اندازی کی۔ قرعہ عبد اللہ کے نام نکلا جو اسے سب سے زیادہ عزیز تھا۔ اب تو عبد المطلب کی حالت تو دگرگوں ہو گئی لیکن کیا کرتا۔ نذر کو بہرحال پورا کرنا تھا۔ ناچار بچے کو ساتھ لے کر ذبح کرنے کے لئے روانہ ہو گیا۔ جب روسائے قریش کو اس امر کی اطلاع ہوئی۔ تو فوراً عبد المطلب کے پاس گئے اور اسے اس فعل سے روکا عبد المطلب نے پہلے تو قربانی پر ہی اصرار کیا لیکن آخر ایک واقف کار کے مشورہ سے یہ طے پایا کہ عبد اللہ اور دس اونٹوں کے درمیان (جو اس وقت ایک آدمی کا خون بہا تھا) قرعہ اندازی کی جائے اور اگر قرعہ اونٹوں کے نام نکلے تو اونٹ قربان کر دیئے جائیں۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔ لیکن قرعہ پھر عبد اللہ ہی کے نام نکلا۔ عبد المطلب نے دس اونٹ اور بڑھا کر قرعہ نکالا۔ لیکن اب کی دفعہ بھی عبد اللہ ہی کا نام تھا۔ عبد المطلب اس طرح دس دس اونٹ بڑھاتا گیا حتیٰ کہ نوبت بایں جارسید کہ جب ۱۰۰ اونٹوں اور عبد اللہ کے درمیان قرعہ ڈالا تو قرعہ اونٹوں کے نام نکلا۔ اس پر مزید تسلی کے لئے دوبارہ قرعہ ڈالا گیا تو پھر بھی قرعہ اونٹوں ہی کے نام نکلا جس پر عبد المطلب کو بڑی خوشی ہوئی۔

فوراً ۱۰۰ اونٹ ذبح کر دیئے اور عبد اللہ کو لے کر خوشی خوشی گھر لوٹ آیا۔ چنانچہ اس وقت سے قریش میں ایک آدمی کا خون بہا ۱۰۰ اونٹ مقرر ہو گئے۔

خبریں

ربوہ : 17 - جنوری 1994ء- دھند اور شدید سردی کا سلسلہ جاری ہے۔ درجہ حرارت کم از کم 5 درجے سنٹی گریڈ اور زیادہ سے زیادہ 11 درجے سنٹی گریڈ

○ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری اہم سرکاری دورہ پر سعودی عرب پہنچ گئے وہ شاہ فہد کے ساتھ ملاقات کے علاوہ دو طرفہ معاملات پر بھی بات کریں گے۔ صدر بننے کے بعد یہ ان کا پہلا غیر ملکی دورہ ہے۔ صدر کے ہمراہ جانے والوں میں نوابزادہ نصراللہ خان، حامد ناصر چٹھہ، بلخ شیر مزاری اور حافظ حسین احمد شامل ہیں۔ یہ دورہ تین دن جاری رہے گا۔

○ وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے بینک ملازمین کی تنخواہوں میں ۳۵- فیصد اضافے کی منظوری دے دی ہے۔

○ پنجاب کے وزیر اعلیٰ مسٹر منظور احمد وٹو نے کرپشن ختم کرنے کے لئے ۳۱- مارچ کی ڈیڈ لائن دے دی ہے۔ اس کے مطابق نا اہل افسروں کو سرپلس پول میں بھیج دیا جائے گا۔ ڈیڈ لائن ختم ہونے کے بعد بد عنوان افسروں کو معطل کر دیا جائے گا۔ اور ایسے محکموں کے سربراہوں کو بھی او ایس ڈی بنا دیا جائے گا۔ وزراء کسی افسر کی تعیناتی یا تبادلہ نہیں کر سکیں گے۔ صوابدیدی حق اختیار کرنے کا حق صرف وزیر اعلیٰ کا ہو گا۔ معطل کئے جانے والے افسر ماضی کے سروس ریکارڈ کی روشنی میں بھی برطرف کئے جا سکتے ہیں۔

○ قازقستان نے مسئلہ کشمیر پر ثالثی کروانے کے لئے پاکستان کی درخواست قبول کر لی ہے۔ یہ درخواست اس لئے کی گئی تھی کہ قازقستان کے بھارت سے بھی اچھے تعلقات ہیں۔ بات وزیر خارجہ سردار آصف احمد علی نے پریس کانفرنس کو بتائی۔

○ کرکٹ کے کھلاڑیوں کا باغی دھڑا جیت گیا ہے۔ وسیم اکرم کی جگہ سلیم ملک کو کپتان بنا دیا گیا ہے۔ وقار یونس آصف مجتبیٰ کے حق میں وائس کپتانی سے دستبردار ہو گئے ہیں۔ ماجد خان معاون مینیجر ہونگے جبکہ مینیجر انتخاب عالم ہی رہیں گے۔

○ افغانستان کے متحارب دھڑوں نے جنگ بندی کے لئے پاکستان کی اپیل مسترد کر دی ہے۔ فریقین کی جانب سے اپنی اپنی کامیابیوں کے دعوے کئے جا رہے ہیں۔ سابق صدر مجددی نے کہا ہے کہ صدر ربانی کا استعفیٰ ضروری ہے۔ حکمت یار نے کہا کہ اگر ہماری شرائط مان لی جائیں تو بے نظیر کو ثالث قبول کر لیں گے۔ فریقین نے اقوام متحدہ، اسلامی کانفرنس، ایران اور امریکہ کی جانب سے بھی ثالثی کی پیشکشیں ٹھکرا دیں۔ بی بی سی نے بتایا ہے کہ لڑائی میں سفارت خانوں کو بھی نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

○ بلوچستان کے نواب اکبر بگتی نے کہا ہے کہ بے نظیر مسند اقتدار پر بیٹھنے کے بعد ہمیں چٹائی پر چھوڑ گئی ہیں۔ وہ ہم سے وہی سلوک کر رہی ہیں جو اقتدار میں آکر میاں نواز شریف نے کیا تھا۔

○ مسلم لیگ (ن) "انتقامی کارروائیوں" کے بارے میں صدر مملکت کو آگاہ کرے گی۔ کھوسہ کی سربراہی میں ریلیف کمیٹیوں نے کام شروع کر دیا ہے۔ ۵۸ سے زائد کیس اسمبلی میں پیش کئے جائیں گے۔ نواز شریف کو روزانہ رپورٹ بھجوائی جائے گی۔

○ مقبوضہ کشمیر میں حریت پسندوں کے ساتھ جھڑپوں میں ۱۰- بھارتی فوجی ہلاک ہو گئے ہیں۔ بھارتی فوج نے کئی علاقوں کا محاصرہ کر کے گھر گھر تلاشی شروع کر دی ہے۔ ۵- حریت پسند بھی شہید ہو گئے۔

○ حکومت پاکستان نے پاکستان میں مقیم الجزائر، تیونس اور مصر کے باشندوں کو مصری حکومت کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا ہے تاہم کہا ہے کہ یہ لوگ پاکستان سے اپنی پسند کے کسی ملک میں چلے جائیں۔ ان میں بیشتر کا تعلق مصر کے اخوان المسلمین سے ہے انہیں مصر میں پھانسی کا خطرہ ہے۔

○ وزیر اعظم نے سندھ میں مکمل امن و امان قائم کرنے کے لئے ۲۷ بڑی مچھلیوں سمیت ۵۰۰ بھتہ داروں کی گرفتاری کی منظوری دے دی ہے۔

○ ایٹمی مسئلہ پر پاک امریکہ فیصلہ کن مذاکرات اپریل میں ہونگے پریسلر ترمیم کا خاتمہ کرنے کے لئے مسودہ قانون کی تیاری کا کام جنوری کے آخر میں ہو گا۔

○ گذشتہ روز پولیس نے ۷۰ کلفٹن کراچی پر چھاپہ مارا اور مرتضیٰ بھٹو کے دو ساتھیوں کو حراست میں لے لیا۔ ۷۰ کلفٹن بیگم نصرت بھٹو کی رہائش گاہ ہے۔

○ قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کی پارلیمانی پارٹی اور مسلم لیگ (ن) کی سنٹرل ایگزیکٹو کمیٹی نے قائد حزب اختلاف نواز شریف کی کردار کشی کی مذمت کی ہے اور سیاسی مخالفین کے خلاف انتقامی کارروائیاں بند کرنے کے مطالبہ کیا ہے۔ اجلاس میں کہا گیا ہے کہ پنجاب میں ایک وزیر اعلیٰ کا حکم کاغذ پر اور دوسرے کا ٹیلی فون پر چلتا ہے۔ حکومت کی نگاہ میں پارلیمنٹ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

○ پنجاب کے پرنسپل ایڈوائزر فیصل صالح حیات نے کہا ہے کہ سنٹرل جیل کے بعد اب تھانوں اور کچہریوں میں بھی چھاپے مارے جائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ سابق حکومت نے پیپلز پارٹی کو ترقیاتی فنڈز سے محروم رکھا لیکن ہم ایسی اوچھی حرکت نہیں کریں گے۔

○ آبادی کی پانچویں ۱۰ سالہ مردم شماری اور خانہ شماری مارچ کے آخری ہفتہ میں شروع ہو جائے گی۔

○ فرانس نے کشمیر کے مسئلے پر پاکستان کی حمایت کر دی ہے۔ فرانس اقوام متحدہ کی قراردادوں کی حمایت کرتا ہے۔ فرانسیسی آبدوزیں خریدنے کے لئے آج مذاکرات ہونگے۔ "میراج-۲۰۰۰" طیارے خریدنے کی بھی پیشکش ہو سکتی ہے۔

○ سابق ڈی آئی جی سمیع اللہ مروت کو رشوت کے مقدمہ میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ وہ اغوا برائے تاوان کے ایک مقدمہ میں بھی ملوث ہیں۔ الزام کے مطابق مروت نے تین افراد کی رہائی کے عوض چھ لاکھ روپے رشوت وصول کی تھی۔ جب ان کو گرفتار کر کے گاڑی میں بیٹھنے کو کہا گیا تو وہ صورت حال کو مذاق قرار دیتے رہے۔

○ بیگم نصرت بھٹو نے گزشتہ روز پیپلز پارٹی کی پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں شرکت کی۔ وہ سٹیج پر وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو کے ساتھ تشریف فرما تھیں۔ وزیر اعظم اور بیگم نصرت صاحبہ خوشگوار موڈ میں بغلگیر ہوئیں۔ ماں بیٹی میں خوشگوار تعلقات کا پھر سے آغاز ہو گیا ہے اجلاس کے دوران اور کھانے کی میز پر دونوں خواتین آپس میں ہنستی اور مسکراتی رہیں اور دیر تک باتیں کرتی رہیں۔

○ وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ کسی صوبے کو اعتراض ہوا تو کالا باغ ڈیم کے منصوبے پر نظر ثانی کی جائے گی۔ موٹروے اور ییلو کیب منصوبے قومی اسمبلی میں زیر بحث لانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

○ ایک ہفتے کی تنخواہ کے اعلان کے باوجود ۲۲- لاکھ کلرکوں نے صوبہ پنجاب میں ہڑتال کی۔ سرکاری دفاتر پر سیاہ پرچم لہرائے گئے۔ دفاتر کی تالہ بندی کی گئی اور حکومت کی "لارا" پالیسی کے خلاف ملازمین نے ماتم کیا۔

○ روس شمالی کوریا کو مزید دس آبدوزیں دے گا۔ دونوں ملکوں میں معاہدے پر دستخط ہو گئے۔

دانتوں کا معائنہ مفت
احمدیہ ڈینٹل کلینک
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ
۴ بجے تا ۸ بجے شام
ڈینٹسٹ
رانا مدثر احمد

دِل کی امراض
دردِ دل، دھڑکن، دل گھٹنا، سانس پھولنا اور خون کی نالیوں کی جملہ امراض کا فوری علاج
ہارٹ کیوریٹو سمیل
HEART CURATIVE SMELL
کے سونگھنے سے کیا جا سکتا ہے۔ ہارٹ سپیشلسٹ ڈاکٹرز اپنے 50 فیصد مریضوں کو ادویاتی علاج کے ساتھ
HEART CURATIVE SMELL
سونگھنے کیلئے دے کر اس زود اثر اور بے ضرر معنوی دِل خوشبو HEART TONIC SMELL کے مثبت POSITIVE اثرات کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اس غرض کیلئے فری سیمپل طلب فرمائیں۔
میڈیکل اور نان میڈیکل کا روبار کرنے والے تمام افراد واپسی قیمت کی رعایت کے ساتھ (WITH MONEY RACK GUARANTEE) فروخت کر سکتے ہیں۔
قیمت پاکستان میں 20.00 روپے فی سمیل۔
ڈاک خرچ (چھوٹے بڑے آرڈر پر) 10.00 روپے
ایکسپورٹ کوالٹی پانچ ڈالر 5 $ معہ ڈاک خرچ
(ترقی پذیر ممالک کیلئے ریٹ الگ الگ)
روز مرہ استعمال کی 7 مختلف سمیلز کا خوبصورت پرس 150 روپے میں دستیاب ہے۔
لٹریچر اور دیگر کیوریٹو سمیلز کی تفصیلات مفت طلب فرمائیں۔
موجد: ہومیوپیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر
آر ایم پی۔ ایم اے۔ ایل ایل بی۔ فاضل عربی۔
مائینڈ اینڈ میموری ایکسپرٹ
بانی کیوریٹو سسٹم آف میڈیسن
پیشکش: کیوریٹو سمیلز انٹرنیشنل ربوہ۔ پاکستان
فون سیلز 211283، آفس 771، کلینک 606

پتہ

خوشخبری
ہر قسم کے نئے پرانے اور پیچیدہ امراض کے کامیاب علاج کیلئے ایک دفعہ ضرور تشریف لائیے اور ہومیوپیتھک علاج کی افادیت سے خود کو مستفید فرمائیے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ شفاء پا جائیں گے۔ اپنی علامات لکھ کر بذریعہ ڈاک بھی دوائی منگوا سکتے ہیں
شاہد ہومیو شفاخانہ
بالمقابل چمن عباس راجیکی روڈ ربوہ